چوہدری رستم علی

خاندانی غدار، مرزا غلام احمد قادیانی

الحق کے شعبۂ ردِّ قادیانیت کے سپیشل ایڈیشن کرنیوالے چوہدری رستم علی کے قلم سے تازہ نگارشات

تقریباً ایک صدی قبل مشرقی پنجاب کے ایک گاؤں قادیان کے ایک جاگیردار مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے مرزا غلام احمد نے ایک تحریک کی بنیاد ڈالی جس کا نام احمدیت رکھا۔ تحریک کے پس منظر کو سمجھنے سے پہلے مرزا غلام احمد کے اجداد اور ان کے غدارانہ کارناموں کا تعارف حاصل کرنا ضروری ہے یہی وہ ملت فروشی اور اسلام دشمنی تھی جو تحریک میں نمایاں محور پر جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔

مغلیہ دور میں بابر کے عہدِ حکومت میں ہادی بیگ نامی شخص وسطِ ایشیا سے پنجاب میں آکر آباد ہوا اور قادیان کے گرد و نواح پر جاگیرانہ تسلط قائم کیا۔ مغلیہ دورِ اقتدار کے زوال اور سکھوں کے عروج کے زمانے میں اس خاندان کا شیرازہ بکھر گیا مرزا غلام احمد کے پردادا گل محمد سے رام گڑھیہ سکھوں نے قادیان اور اس کے ملحقہ علاقے چھین لیے۔ اور بقول مرزا غلام احمد ان کے بزرگ اسرائیلی قوم کی طرح اسیروں کی مانند پکڑے گئے[1] مرزا گل محمد اور ان کے بیٹے عطا محمد نے سردار فتح سنگھ آہلووالیہ کے پاس پناہ لی اور بیگووال میں سکونت پذیر ہو گئے۔ فتح سنگھ کے انگریزوں کے ساتھ خفیہ تعلقات تھے، ایک موقع پر وہ ستلج پار کر کے انگریزوں کے پاس چلا گیا اور ان سے اپنے تحفظ کی درخواست کی لیکن رنجیت سنگھ نے اپنا ذاتی ایلچی بھیج کر اس کو واپس بلا لیا[2] مرزا غلام احمد کا دادا اور باپ سردار فتح سنگھ کی سرگرمیوں پر نظر رکھتے تھے اور ان سے انگریزوں اور رنجیت سنگھ کو مطلع کرتے تھے۔ فتح سنگھ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگھ نے جو رام گڑھیہ مسل کی تمام جاگیروں پر قابض ہو گیا تھا غلام مرتضیٰ کو واپس قادیان بلا لیا اور اس کی آہلووالیہ جاگیر میں ادا کی گئی خدمات کے عوض قادیان کی جاگیر کا ایک بڑا حصہ واپس دے دیا اس پر مرزا غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازم ہو گیا۔

۱۸۲۷ء سے ۱۸۳۱ء تک سید احمد شہید کی تحریک جہاد کے زمانے میں مرزا غلام مرتضیٰ سکھوں کی فوج میں مختلف عہدوں پر فائز رہا اور مجاہدین کے خلاف کی گئی کارروائیوں میں سکھوں کی طرف سے نبرد آزما رہا۔ اسکے

[1] کتاب البریہ، مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱۴۲۔ [2] ایضاً

علاوہ کشمیری مسلمانوں کی سکھا شاہی کے خلاف تحریکوں کو کچلنے میں پیش پیش تھا۔ سر لیپل گرفن تاریخ روسائے پنجاب میں لکھتے ہیں کہ مرزا غلام مرتضیٰ نے کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات انجام دیں[1]

۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد اقتدار کی جنگ چھڑ گئی انگریز کی سامراجی نگاہیں پنجاب پر لگی ہوئی تھیں، روس کے وسط ایشیا کی طرف پیش قدمی کے خطرے کے پیش نظر انگریز شمالی مغربی سرحدی علاقے میں مضبوط چوکیاں قائم کرنا چاہتا تھا۔ افغانستان میں دوست محمد کی فرماں روائی کے زمانے (۱۸۲۶ء تا ۱۸۳۸ء) میں ۱۸۳۴ء میں سکھوں نے پشاور پر قبضہ کر لیا جس کی واپسی کے لیے وہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے معاہدہ کرنے پر تیار تھا۔ جون ۱۸۳۶ء میں کمپنی کے ڈائریکٹروں کی خفیہ کمیٹی نے لارڈ آک لینڈ کو روسی خطرے سے نبٹنے کے لیے مناسب کارروائی کرنے کا مشورہ دیا[2] انگریزوں نے ایک طرف تو سکھوں اور کابل کی حکمرانی کے دعویدار شاہ شجاع کی حوصلہ افزائی کی تو دوسری طرف ایک انٹیلی جنس آفیسر الیگزنڈر برنز کو کابل بھیجا تاکہ دوست محمد سے گفت و شنید کرے۔ سکھ دربار میں ان کا مہرہ سردار شیر سنگھ تھا جو ۱۸۴۱ء میں برسر اقتدار آگیا۔ مرزا غلام مرتضیٰ شیر سنگھ کا معتمد خاص تھا اور انگریز انٹیلی جنس کے خصوصی رکن کے طور پر کام کر رہا تھا۔ اسی سال کابل میں انگریزوں کے خلاف زبردست تحریک اٹھی برنز کو قتل کر دیا گیا اور آخر کار پہلی افغان، انگریز جنگ چھڑ گئی ان نازک حالات میں شیر سنگھ نے غلام مرتضیٰ کو کمندان بنا کر پشاور روانہ کیا۔ انگریزی فوج کو پنجاب سے گزرنے کی اجازت دے دی گئی حالانکہ رنجیت سنگھ نے انگریزوں کو گزرنے کی اجازت نہ دی تھی اور اس بات کی لارڈ آک لینڈ سے ضمانت لے رکھی تھی۔

سر لیپل گرفن لکھتے ہیں:۔

"غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا اور کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات انجام دیں۔ نونہال سنگھ شیر سنگھ اور سکھ دربار کے دورِ دورے میں غلام مرتضیٰ ہمیشہ فوجی خدمات پر مامور رہا۔ ۱۸۴۱ء میں کمندان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا ہزارہ کے مفسدہ میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے"

۱۸۴۳ء میں شیر سنگھ کو قتل کر دیا گیا دراصل سکھ دربار میں اقتدار کی جنگ زور پکڑ چکی تھی اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے ۱۸۴۵ء میں خالصہ فوج نے دریائے ستلج عبور کر کے انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس جنگ میں برطانوی افواج نے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں جس کی بڑی وجہ لال سنگھ اور گلاب سنگھ ڈوگرہ کی انگریزوں سے سازباز تھی اس وفاداری کے صلے میں لال سنگھ کو سکھ دربار میں وزیر اعلیٰ کا عہدہ ملا اور گلاب سنگھ کو کشمیر مل گیا۔ معاہدہ لاہور (۱۸۴۶ء) کے تحت ہنری لارنس لاہور دربار میں برطانوی ریذیڈنٹ مقرر ہوا۔ ان تمام

[1] شہادت القرآن ص۳۰ [2] مہاجن، ہسٹری آف انڈیا۔

سالوں میں (۱۸۳۶ء تا ۱۸۴۶ء) غلام مرتضیٰ برطانوی آقاؤں کا نہایت وفادار کارکن تھا اور ان کے لیے انٹیلی جنس کاروائیاں کرنے میں مصروف رہا۔

معاہدہ لاہور کے بعد انگریزوں نے پنجاب کے الحاق کے لیے ہر طرح کے گھٹیا حربے اختیار کئے سکھ دربار پر عملاً برطانوی ریذیڈنٹ کی عملداری تھی جب ملتان کے گورنر دیوان مولراج کو بھاری خراج ادا نہ کرنے کی پاداش میں مجبور کیا گیا کہ وہ ملتان کا نظم ونسق انگریزوں کے حوالے کر دے صورت حال ایک نیا رخ اختیار کر گئی۔ حالات سے مجبور ہو کر اس نے اپریل ۱۸۴۸ء کو نظم ونسق انگریز کے حوالے کر دیا لیکن اہل ملتان نے انگریز افسروں کے خلاف بغاوت اور بعض افسروں کو قتل کر دیا گیا آخر کار مارچ ۱۸۴۹ء کو انگریزوں نے مختلف حربوں اور حیلوں سے پنجاب کو اپنی سامراجی سلطنت میں شامل کر لیا۔

مرزا غلام مرتضیٰ کی انگریزوں کے لیے جاسوسی اور فوجی خدمات کا اعتراف ہمیں اس خط میں بھی ملتا ہے جو انگریز افسر جے ایم ولسن نے مرزا غلام مرتضیٰ کے نام پنجاب کے الحاق کے تین ماہ بعد لکھا اس خط میں مرزا غلام مرتضیٰ نے انگریزی حکومت کے قیام کے لیے اپنی وفاداریوں اور خدمات کا ذکر کر کے انگریزوں سے اس کا صلہ طلب کیا تھا اس خط کا متن مرزا غلام احمد کی تصنیف کشف الغطاء سے نقل کیا جاتا ہے جو قادیان کے اس غدار خاندان کی حاشیہ برداری کا عکاس اور انگریز کی خدمت گزاری کا بین ثبوت ہے۔

مرزا غلام مرتضیٰ کے بھائی غلام محی الدین نے انگریز کے خلاف اہل ملتان اور دیوان مولراج کی بغاوت کے وقت انگریز مخالف افواج کے خلاف مختلف قسم کی کاروائیوں میں حصہ لیا۔ بھائی مہاراج سنگھ کی فوج دیوان مولراج کی مدد کے لیے ملتان جا رہی تھی راستے میں غلام محی الدین اور دوسرے جاگیرداروں میں جس میں لنگر خان ساہیوال اور صاحب خان ٹوانہ شامل تھے اپنے فوجی کارندے لے کر مصر صاحب دیال کی فوج کے ساتھ ان پر حملہ کر کے انکو شکست فاش دی ان کو سوائے دریائے پنجاب کے کسی اور طرف بھاگنے کا راستہ نہ تھا جہاں چھ سو سے زیادہ آدمی ڈوب کر مر گئے[1]

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

مرزا غلام مرتضیٰ اور اس کے خاندان کا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران نہایت ذلیل کردار تھا انہوں نے مجاہدوں کے قتل عام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ان شرمناک کاروائیوں کا ذکر مرزا غلام احمد کی کتابوں میں متعدد مقامات پر مرقوم ہے اپنی تصنیف کشف الغطا میں لکھتے ہیں:۔

"میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے

[1] کشف الغطا ، مرزا غلام احمد صہ

اعلیٰ افسروں نے پُر زور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور اعلیٰ افسر کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لیے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ انکی اس خدمت کو کبھی نہ بھولے گی کہ انہوں نے ۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تمدن کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی غرض اس طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا ہے سو انہی خدمات کی وجہ سے بس یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت بھی ثابت ہو چکا ہے۔"[۱]

کتاب البریہ میں مرزا غلام احمد اپنے خاندان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے گورنر جنرل کے دربار میں بزمرہ کرسی نشیں رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمت گزاری میں پچاس گھوڑے معہ پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت وعدہ بھی دیا اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بہ سلسلہ خدمات عمدہ عمدہ چٹھیاں خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں چنانچہ سر لیپل گرفن صاحب نے اپنی کتاب رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے غرض کہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لیے حکام وقت ڈپٹی کمشنر ان کے مکان پر آ کر ان سے ملاقات کرتے تھے۔"[۲]

سر لیپل گرفن کی تالیف پنجاب چیفس جو غداروں کے شرمناک سیاسی کارناموں اور برطانوی سامراج کے لیے انکی

---

[۱] کشف الغطاء، مرزا غلام احمد۔

[۲] مرزا غلام احمد، کتاب البریہ صفحہ ۱۴۶ حاشیہ

خدمات کی مستند دستاویز ہے مرزا غلام مرتضیٰ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں، غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور ان کا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ افسر مذکور نے تریمو گھاٹ پر ۴۶ انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہ تیغ کیا تھا جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا تھا کہ ۱۸۵۷ء میں خاندانِ قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے نمک حلال رہا۔ غلام مرتضیٰ ——— ——— ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا۔ غلام قادر حکام عالی کی امداد کے لیے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران کے جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا بہت سے سرٹیفکیٹ تھے"[1]

۱۸۵۷ء کے واقعات کے بارے میں انگریزی کی رپورٹوں اور ڈائریوں میں مرقوم ہے کہ جب سیالکوٹ کی افواج نے غدر بپا کیا اور تموں کی طرف پیش قدمی کی تو برطانوی انٹیلی جنس کے ذریعے ان کو اطلاع مل گئی کشتیوں کو دریائے راوی سے ہٹا دیا گیا پھر بھی ۱۲ جولائی کو سیالکوٹ کے باغی دستے گلے گلے پانی کو عبور کرکے تریموں گھاٹ پر پہنچ گئے۔ یہاں بریگیڈیر جنرل نکلسن نے ان پر حملہ کیا اور نہایت سخت روی سے ان کو تہ تیغ کرکے انکا قلع قمع کر دیا اور بہت سے بھگوڑے مر گئے۔[2]

ان چٹھیوں اور تعریفی سرٹیفکیٹوں کی روشنی میں بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ اور مرزا غلام قادر انتہائی شرمناک حد تک برطانوی سامراج کے خدمت گذار اور آزادی پسندوں کے دشمن تھے بلکہ یوں کہا جائے تو بجا ہوگا کہ مرزا خاندان برطانوی سامراج کا لگایا ہوا شجرِ خبیثہ تھا جو ایک تناور درخت بنا اور کئی برگ و بار پیدا کئے۔

مرزا غلام احمد لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے نام ایک درخواست تحریر فرماتے ہیں:۔

" میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اپنے مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہے عنایت خاص کا مستحق ہوں..... صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے اب وفادار ایمان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی رپورٹ میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے

---

[1] مرزا غلام احمد، کتاب البریہ ص۱۶ حاشیہ [2] البیرونی میوٹنی رپورٹس فرام پنجاب اینڈ این ڈبلیو ایف پی، جلد اوّل ص۲۹۵

(بقیہ ص ۴۲ پر)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا
بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED

روزانہ ایک سیب کھائیے
کبھی معالج کے پاس نہ جائیے!

داناؤں کا یہ مشورہ درست، بشرطیکہ آپ کا معدہ بھی درست ہو اور سیب کو جزوِ بدن بنا سکے

ہاضمہ خراب ہو تو اچھی سے اچھی غذا بھی نظامِ ہضم پر بار بن جاتی ہے اور آپ قدرت کی عطا کردہ بہت سی نعمتوں سے صحیح طور پر لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔

اپنی صحت اور تندرستی کی خاطر کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیجیے۔ سادہ اور زود ہضم غذا کھائیے۔

پُرخوری سے بچیے۔ مرچ مسالے دار پکوانوں سے پرہیز کیجیے کیونکہ یہ معدے اور آنتوں کے افعال پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

اگر کسی وقت کھانے پینے میں بے احتیاطی ہو جائے تو نظامِ ہضم کی شکایات مثلاً بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن، دردِ شکم اور کھانے سے بے رغبتی سے محفوظ رہنے کے لیے نئی کارمینا لیجیے۔ نئی کارمینا معدہ اور آنتوں کے افعال کو منظم و درست رکھتی ہے۔

نظامِ ہضم کی اصلاح کے لیے پُرتاثیر ہاضم ٹکیاں

نئی کارمینا

خوش ذائقہ — ہمیشہ گھر میں رکھیے

ہمدرد

Adarts-CAR-1/92